Fikr-o-Nasar (Islamabad) 21:6 (1983)

سیرۃ نبویؐ کی روشنی میں آجر و مزدور کے تنازعہ کا حل۔

ڈاکٹر نور محمد غفاری

موضوع کا تعارف

علم معاشیات سے معمولی سا شغف رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ معاشی ترقی کا انحصار دو ہی عناصر پر ہے ایک آجر اور دوسرا مزدور۔ معاشی ترقی کی گاڑی تب ہی اپنی مطلوبہ رفتار پر پُرامن انداز میں چل سکتی ہے جب یہ دونوں پہیے اپنی اپنی جگہ پر اپنا اپنا کام بھی صحیح طریقہ پر کریں اور ان دونوں میں صحت مند ربط بھی ہو۔ اس کے بغیر نہ یہ اپنا اپنا کام کر سکیں گے نہ معاشی ترقی کی گاڑی ایک قدم آگے بڑھ سکتی ہے نہ ہی ملک اقتصادی ترقی کا تصور کر سکتا ہے۔

آجر و مزدور کے مسائل کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی معاشی کاروبار کے تصور کی۔ مزدور طبقہ ہمیشہ مظلوم رہا ہے اور آجر ہمیشہ جابر و ظالم، جس کی بنا پر ان دونوں طبقوں کے تعلقات بہت ہی کم خوشگوار رہے ہیں۔ مگر انقلاب روس کے بعد جب سے مزدوروں نے عالمی سطح پر منظم ہونا شروع کیا ہے اور اندرون ملک ہر چھوٹے سے کاروبار سے لے کر بڑے کارخانے تک ہر سطح پر انہوں نے اپنی انجمنیں قائم کی ہیں انہوں نے بھی مل مالک، کارخانہ دار اور راصل دار کو ناک چنے چبوائے ہیں اور بعض اوقات اس پر زیادتیاں بھی کی ہیں دوسری

طرف اصل داروں نے بھی انجمنیں تشکیل دے رکھی ہیں، اب صورت حال یہ ہے کہ مزدور اپنے مطالبات کے لئے ہڑتال کرتے ہیں تو اصل دار تالہ بندی کرتے ہیں۔ نتیجتہً کاروبار ٹھپ ہو جاتا ہے، پیداوار رک جاتی ہے قیمتیں چڑھ جاتی ہیں اور افراط زر پیدا ہو جاتا ہے۔ معاشی ترقی کی گاڑی کچھ دیر کھڑی رہ کر اپنی پٹڑی سے اُتر جاتی ہے اور ملک غربت کے منحوس چکر میں پھنس جاتا ہے۔ انسانی سوچ نے آجر اور مزدور کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے ملکی اور عالمی دونوں سطحوں پر بہت سی کوشش کی ہیں مگر خوشگواری سے زیادہ ناگواری کے آثار نظر آتے ہیں۔ آجر ہمیشہ غریب مزدور کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتا رہا ہے اور مزدور ہمیشہ اپنے جبر واستبداد کی داستان دھراتا رہا ہے۔ ایک منظم کوشش جو ان دونوں طبقوں کو قریب تر لانے اور ان کے تعلقات کو عادلانہ خطوط پر استوار کرنے کے لئے کی گئی ہے وہ اقوام متحدہ کے تحت "محنت کی عالمی تنظیم" International Labour Organization کا قیام ہے جس کے تیار کردہ قوانین برائے محنت تقریباً دنیا کے تمام ممالک میں مروج ہیں مگر اس کے باوجود آجر و مزدور کے باہمی تنازعات میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ان تمام انسانی کوششوں کی ناکامی کی اصل وجہ انسانوں کا آسمان سے نازل شدہ قوانین سے روگردانی کرنا اور اپنے عقل کے بل بوتے پر تیار کردہ قوانین پر اعتماد کرنا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے استفادہ کر کے دنیا کی تمام قومیں بلکہ قیامت تک آنے والی قومیں آجر و مزدور کے تعلقات کو عادلانہ بنا سکتی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ملک معاشی ترقی کر سکتے ہیں اور قومیں خوشحال زندگی گذار سکتی ہیں۔ یہ محض دعویٰ نہیں، ہم آئندہ صفحات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں سے صرف چند کا ذکر کرتے ہیں جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی تعلیمات کی روشنی میں آجر اور مزدور کے تعلقات کو کس طرح عادلانہ اور برادرانہ بنایا جا سکتا ہے۔

آجر اور مزدور کے تنازعات کی وجوہ

جب آجر اور مزدور کے تنازعات کی وجوہ پر نظر ڈالی جاتی ہے تو بہت سے اسباب نمایاں

نظر آتے ہیں ان میں سے اگر بہت آجر کے پیدا کردہ ہیں تو کچھ مزدور کے بھی ہیں۔ آجر کو مزدور سے شکوہ ہے اور مزدور کو آجر سے گلہ۔ جب ہم آجر کے تمام شکوے اکٹھے کر لیں تو وہ سارے کے سارے ایک ہی محور پہ گردش کرتے نظر آتے ہیں کہ مزدور کام چور ہے فرض شناس نہیں۔ تنخواہ زیادہ مانگتا ہے کام کم کرتا ہے اور مزدور کے تمام گلوں کا خلاصہ یہ ہے کہ آجر کام کے مطابق اُجرت نہیں دیتا اور استحصال کرتا ہے۔ اگر آجر کے شکووں اور مزدور کے گلوں کا خلاصہ نکالنا چاہیں تو "خدمت اور حق خدمت" کی صورت میں نکلتا ہے اور مختلف حکومتوں، عقلاء اور معیشت دانوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود "خدمت اور حق خدمت" کا مسئلہ صحیح طور پہ حل نہیں ہو سکا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمایہ اور محنت میں عادلانہ توازن قائم کرنے اور آجر و مزدور کے تعلقات اخوت و مروت کی بنیاد پر استوار کرنے کے لیے جو تعلیمات دنیا والوں کو دی ہیں انہیں موضوع کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ آجر یا اصل دار کے لیے تعلیمات۔

۲۔ مزدور یا ملازم کے لئے تعلیمات۔

۳۔ دونوں کے لیے مشترک تعلیمات۔

آجر یا اصل دار کے فرائض

اس عنوان کے تحت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کا ذکر کرتے ہیں جن سے اصل دار کے فرائض اور مزدور کے حقوق پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ تنخواہ یا حق خدمت

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں وہ وجہ جو سرمایہ اور محنت کے خوشگوار تعلقات کی راہ

کا سب سے بڑا پتھر ہے وہ مزدور کا حق خدمت یا تنخواہ ہے جس کے عادلانہ ہونے اور اس کی بروقت ادائیگی کے لئے مزدور نے ہمیشہ شکایت کی ہے اور اس کی یہ شکایت جو جائز بھی ہے۔ اس نے بہت سے اور مسائل کو بھی جنم دیا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس سلسلہ میں کیا ہیں۔ اس بارے میں چند عنوانات قابل غور ہیں۔

۱۔ تنخواہ کی تعیین

تنخواہ کی تعیین کے سلسلہ میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ "عادلانہ تنخواہ" کے داعی ہیں۔ "عادلانہ تنخواہ" وہ ہے جو مزدور کی ضروریات زندگی کو وقت اور ماحول کے مطابق پورا کر سکے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ارشاد قابل توجہ ہے۔

أن أخوانكم خولكم جعلهم الله تحت أيديكم فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه مما يأكل وليلبسه مما يلبس ......[1]

ترجمہ:۔ تمہارے خدام تمہارے ہی بھائی ہیں جنہیں اللہ پاک نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ لہٰذا جو آدمی کسی اپنے بھائی کو بطور خادم اپنے پاس رکھتا ہے اسے وہ وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے"۔

اس حدیث کی روشنی میں فقہاء کرام نے عادلانہ تنخواہ کی یہ تعریف کی ہے کہ تنخواہ اتنی مالیت کی ہو جو آجر اور مزدور کو ان کی بنیادی ضروریات زندگی میں برابر کر دے۔[2] اس جگہ ایک نہایت اہم واقعہ کی طرف اشارہ کرتے چلیں یہ واقعہ فقہاء کرام کی مندرجہ بالا تعریف کے لئے سند کا درجہ رکھتا ہے۔ اس روایت کے راوی حضرت مرور کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے سنائی اور جب وہ یہ حدیث سنا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ وہ اور ان کا خادم دونوں ایک ہی قسم کے کپڑے کے حلّے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں؟ تو آپ نے جواب دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس حدیث میں اسی کی تعلیم دی ہے[۳]۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "عادلانہ تنخواہ" کی تعلیم دے کر نظام سرمایہ داری کی اس گرہ کو کاٹ دینا چاہا ہے جس کے ذریعے ایک سرمایہ دار غریب مزدور کو اس کی بے بسی، افلاس اور فاقہ کشی پر ترس کھائے بغیر اسے "اجرت کی کمی" کے جال میں پھنسا لیتا ہے۔ سرمایہ دار جانتا ہے کہ مزدور غریب ہے اور اس کی بے چارگی اسے اس کی جائز اجرت (۲۵ روپے یومیہ) کی بجائے کم اجرت (۵ روپے یومیہ) پر کام کرنے کے لئے مجبور کرے گی لہٰذا وہ کم تنخواہ پر بھی خوش ہو کر کام کرے گا۔ اور ظالم سرمایہ دار اپنے ضمیر کو غالباً یہ سمجھا کر مطمئن کر لیتا ہے کہ اس نے مزدور پر ظلم نہیں کیا ہے وہ غریب اپنی رضا سے یہ ظلم برداشت کر رہا ہے۔ شاعر مشرق نے ایسے سرمایہ دار کی ذہنیت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

دے رہا ہوں مزد کی صورت میں اس کو زکوٰۃ
درحقیقت اس کی محنت کا صلہ کچھ بھی نہیں
اس کی کم ظرفی نے فطرت کا بگاڑا ہے مزاج
رفتہ رفتہ ہو رہی ہے وہ خسیس و خشمگیں
سیم و زر لے کر بھی راضی نہ تھا روز ازل
بن گیا مزدور جھٹ جاروب و تیشہ کا رہیں

"اجرت کی کمی" کا یہ حربہ سرمایہ دار ایک دوسرے طریقہ پر بھی استعمال کرتا ہے وہ یہ کہ کام زیادہ سے زیادہ لیا جائے اور اجرت کم سے کم دی جائے اور غریب مزدور اس ظلم کو بھی بظاہر رضامندی سے گوارا کر لیتا ہے لیکن اسلام اس رضامندی کو جبر کی رضامندی سے تعبیر کرتا ہے جو شرعاً حرام ہے۔[۴]

محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدور سے اس طور پر کئے جانے والے استحصال کا تدارک کرنے کے لئے فرمایا:

قال اللہ عزوجل ثلثۃ انا خصمہم یوم القیامۃ ومن کنت خصمہ (الی) رجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ ولم یوفہ۔[۵]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تین قسم کے انسان ہیں جن سے قیامت کے دن میں جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں گا اس کو مغلوب و مقہور ہی کر کے چھوڑوں گا۔ ان میں ایک وہ شخص ہوگا جو مزدور سے کام تو پوری طرح لیتا ہو مگر اس کے مطابق اس کو پوری اجرت نہ دیتا ہو۔

تنخواہ کی تعیین کے سلسلہ کی تیسری کڑی یہ ہے کہ تنخواہ ملازمت یا کام شروع کرنے سے پہلے مقرر ہونی چاہئیے۔ اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت ابو سعید خدریؓ کی زبانی سنیے۔

ان رسول اللہ علیہ وسلم نہی عن استیجار الاجیر حتی یبین لہ اجرۃ۔[۶]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے کہ مزدور اور اجیر کو اس کی اجرت طے کئے بغیر کام پر لگایا جائے۔

ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من استاجر اجیراً فلیعلمہ اجرۃ[۷]

ترجمہ: جس نے کسی شخص کو اجرت پر رکھا اسے چاہئیے کہ اس کی اجرت (پہلے) بتائے۔

ان تعلیمات کا مقصد مزدور کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کا تدارک ہے۔

ب۔ تنخواہ کی ادائیگی

تنخواہ کی ادائیگی میں تاخیر واقع ہونے سے بھی مزدور مالی مشکلات سے دوچار ہو جاتا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں بھی آنحضرتؐ نے خصوصی ہدایات دیں۔

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: مطل الغنی ظلم[۸]۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مالدار کا مالداری کے باوجود دوسرے کے حق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔

گو اس حدیث سے عموماً قرض کی ادائیگی مراد لی جاتی ہے مگر تنخواہ کی ادائیگی تو قرض حسنہ کی ادائیگی سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ[۹]۔

ترجمہ: مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدی جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں یہاں تک فرما دیا کہ اگر کوئی اجیر (مزدور) کسی ناگہانی سبب یا ناراضگی وغیرہ کے سبب اپنی تنخواہ وصول نہ کر سکے اور آجر اس کی اجرت کو کسی پیداواری کام میں لگا دے تو جو زیادہ ہو اس کو اصل تنخواہ کے ساتھ آجیر کو عند المطالبہ واپس کر دے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب میں اس موضوع پر ایک مستقل باب قائم کیا جس کا عنوان ہے:

من استاجر أجیرا فترک أجرہ فعمل فیہ المستاجر فزاد[۱۰]......

ترجمہ: جس نے کسی مزدور کو اجرت پر لگایا مگر وہ اپنی اجرت چھوڑ گیا پھر متاجر (اصل دار) نے اسے کاروبار میں لگا دیا اور وہ بڑھ گئی، تو وہ بڑھوتری کے ساتھ واپس کی جائے گی۔

۲۔ حق راحت و آرام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصل داران کو یہ تلقین فرماتے ہیں کہ وہ اپنے ملازمین یا مزدوروں سے اتنا کام لیں جتنا وہ آسانی سے کر سکیں۔ اوقات کار کا جو معاہدہ ان دونوں کے درمیان طے پا جائے اس سے زیادہ ان سے کام لینا شرعاً ظلم ہے۔ ہاں مزدور کو اس کی رضامندی سے زائد وقت کا معاوضہ دے

کہ اس سے کام لینا جرم نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مظلوم طبقہ کے آرام و راحت کا کس قدر احساس تھا اس کا اندازہ اس ارشاد سے لگایا جا سکتا ہے جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا :

"ولا تکلفوھم ما یغلبھم فان کلفتموھم ما یغلبھم فاعینوھم"۔ (۱۱)

ترجمہ: ان پر کسی کام کا ایسا بوجھ نہ ڈالو جو انہیں ہلکان کر دے اور اگر کبھی مجبوراً تمہیں ایسا کرنا ہی پڑے تو پھر تم خود ان کے شریک ہو کر ان کی مدد کرو"۔

آنحضرتؐ نے مزدور کو بھی تلقین فرمائی کہ وہ اپنے راحت و آرام کا خیال رکھے اور اتنا ہی کام کرے جتنا وہ بآسانی کر سکتا ہے۔

"اکلفوا من العمل ما تطیقون" (۱۲)

ترجمہ: کام کرتے وقت اتنی ہی تکلیف برداشت کرو جتنی طاقت رکھتے ہو۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا :

روحوا القلوب ساعۃ بعد ساعۃ فان القلوب اذا کلت عمیت

ترجمہ: وقتاً فوقتاً (اپنے) دلوں کو راحت دیا کرو کیونکہ دل جب تھک جاتے ہیں تو بے حس ہو جاتے ہیں۔

ان ارشادات سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مزدوروں اور ملازمین کے لئے آرام و راحت (Rest & Recreation) کا جو نظام آج دنیا کے مختلف ممالک میں مروج ہے اس کا تصور بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں دیا تھا۔

۲۔ کاروبار کے منافع میں مزدور/ملازم کی شرکت

ترقی کے اس دور میں جب تمام حکومتیں اپنے آپ کو فلاحی ریاست کہتی نہیں تھکتی ہیں اور

جبکہ تقریباً دنیا کے ہر ملک میں مزدور اور ملازمین اپنی انجمنیں بھی بنا چکے ہیں جن کی مسلسل اور طویل جدوجہد نے ان فلاحی ریاستوں کو ایسے قوانین پر غور کرنے کے لئے مجبور کیا ہے جن کی رو سے مزدور بھی کاروباری منافع میں شریک ہو سکیں اور غالباً ایسے قوانین کی تیاری کے پیچھے بھی یہ جذبہ کارفرما ہے کہ مزدور حصہ دار بن کر زیادہ لگن سے کام کریں گے، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اسلامی ریاست قائم کر گئے اس کے مزدوروں کو روز اول ہی سے یہ حق دے دیا تھا کہ وہ کاروباری منافع میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل روایتیں قابل غور ہیں۔

"اعطو الاجیر من عملہ۔"[۱۳]

ترجمہ: اجیر کو بھی اس کی محنت (کے ثمرات) میں سے کچھ دو۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اذا أتی أحدکم خادمہ بطعامہ فان لم یجسلہ معہ فلینا ولہ لقمۃ او لقمتین او اکلۃ او اکلتین فانہ ولی علاجہ"[۱۴]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے اور اگر وہ اسے اپنے ساتھ کھانا میں شریک کرنے کے لئے بٹھا نہ بھی سکے تو ایک یا دو لقمے یا ایک نوالہ یا دو نوالے دے دے کیونکہ اسی نے اس کو تیار کرنے کی تکلیف اٹھائی ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں "فانہ ولی علاجہ" کا جملہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس کو شریک طعام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے مال اور اس کی محنت نے مل کر یہ کھانا تیار کیا ہے لہذا اب ضروری ہے کہ تم اسے اس کے پیداواری فوائد (کھانا) میں شریک کرلو۔ اس حدیث پاک سے جو دوسری بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ پیداوار کے فوائد میں شرکت اصل تنخواہ کے علاوہ

ہو کیونکہ خادم کو صرف ایک یا دو لقمے کھانا کے دے دینا ہی اس کی محنت کا صلہ نہیں بن سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماتحتوں کا کتنا خیال تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس عالم ناپائیدار سے روانگی کے وقت آپ کی زبان اقدس پر جو آخری الفاظ تھے ان میں ماتحتوں سے اچھے برتاؤ کا درس تھا۔

الصلوۃ وما ملکت ایمانکم[۱۵]

ترجمہ: نماز اور ماتحتوں کا خیال رکھنا۔

آجر کے حقوق اور مزدور / ملازم کے فرائض

اب آنحضرت صلی اللہ کی ان تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں مزدور کے فرائض اور آجر کے حقوق کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ کام یا پیشہ میں مہارت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اجیر کو تلقین فرماتے ہیں کہ وہ جو پیشہ یا محنت کرنا چاہے اس میں پوری مہارت حاصل کرے تاکہ اصل داں کے ساتھ پورا پورا انصاف کر سکے۔ ارشاد ہے،

ان اللہ یحب اذا عمل احدکم عملا ان یتقنہ۔[۱۶]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ تم میں سے جب کوئی کسی کام کو اپنائے تو اس میں پوری مہارت حاصل کرے۔

۲۔ کام میں اخلاص اور لگن

مزدور کے لئے ضروری ہے کہ جس کام کی وہ اجرت لیتا ہے اسے اخلاص اور لگن سے کرے۔ کام چوری اور وقت کا زیاں اسلام کی نظر میں مزدور یا ملازم کے بڑے جرم تصور کئے جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لگن سے کام کرنے والے آجیر یا ملازم کو جو پیغام دیا ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے اس واقعہ

پر غور کیجئے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے ایک بزرگ صحابی حضرت سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے مصافحہ کیا تو آپ نے ان کے ہاتھوں کے کھردرے پن کو محسوس کرتے ہوئے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت سعدؓ (جو آہن گری کا کام کرتے تھے) نے عرض کیا: لوہا کوٹتے کوٹتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت سے ان کے ہاتھ چوم لئے اور فرمایا:

ھذہ ید یحبھا اللہ ورسولہ

ترجمہ: یہی وہ ہاتھ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔

۳۔ دیانتداری اور امانت داری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات میں مزدور، ملازم کے لئے ایک اور بنیادی وصف بیان کیا گیا ہے یعنی محنت کرنے والا یہ طبقہ امانت و دیانت کو ہمیشہ شعار بنائے رکھے۔ موجودہ کاروباری زندگی میں امانت و دیانت کے مظاہرے خال خال نظر آتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدور/ ملازم کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ اصل دار یا سرکاری املاک کو امانت داری سے استعمال کرے اور اگر وہ اپنی مقررہ اجرت سے زیادہ بذریعہ چوری یا رشوت لے تو وہ غلول (غبن) تصور کیا جائے گا۔ ارشاد ہے:

(۱۷)

من استعملناہ علی عمل فرزقناہ رزقا فما أخذ بعد ذلک فھو غلول (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: جس کسی کو ہم (حکومت یا اصل دار دونوں مراد ہیں) کسی کام کے لئے ایک مقررہ اجرت پر تعین کریں اور وہ اپنی اجرت سے زیادہ (کسی ذریعے سے لے) وہ غبن ہوگا۔

۴۔ آجر اور عامل دونوں کے لئے مشترکہ تعلیمات

یہاں اس عنوان کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مبارک تعلیمات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن کا تعلق اصل دار اور مزدور یا ملازم دونوں سے ہے۔ چند نمایاں تعلیمات یہ ہیں

۱۔ آجر اور مزدور بھائی بھائی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آجر اور مزدور کو سبق دیا ہے کہ وہ آقا اور غلام نہیں بلکہ بھائی

بھائی ہیں، ایک دوسرے کے معاون ہیں اور اقتصادی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس سلسلہ میں اس قدر واضح ہیں کہ ان میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے۔ آپ کی وہ حدیث جس کے راوی سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں (جو ہم پہلے نقل کر آئے ہیں) اس کا ابتدائی جملہ آجر و مزدور کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے ایک نہایت خوبصورت تصور پیش کرتا ہے۔

"ان اخوانکم خولکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم"(۱۸)

ترجمہ: یقیناً تمہارے بھائی ہی تمہارے ملازم ہیں جنہیں اللہ پاک نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام

موجودہ نظام سرمایہ دارانہ نے اگر مزدور کو غلام بنا دیا ہے تو نظام اشتراکیت نے اسے مشین کا ایک بے حس پرزہ بنا دیا۔ گو اشتراکی نظام نے اسے سرمایہ دارانہ نظام میں اصل دار کی غلامی سے نکالنے کی کوشش کی مگر خود بھی اسے اصل مقام دینے میں ناکام رہا ہے کیونکہ یہاں وہ نجی آقا کی غلامی سے نکل کر سرکاری آقا کی غلامی میں چلا گیا ہے۔ جس نے اسے منظم معیشت کی مشینری کا ایک بے حس پرزہ بنا دیا ہے۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آجر کے برابر کا مقام عطا کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا رویہ خادموں کے ساتھ کس قدر مشفقانہ اور مساویانہ تھا اس کا اندازہ آپ حضرت انس بن مالک کے اس قول سے کر سکتے ہیں "میں نے دس سال تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور آپ نے مجھے اف تک نہ فرمایا۔"(۱۹)

معاہدات کی پابندی

آجر اور مزدور دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے درمیان کئے گئے معاہدات کو پورا نبھائے دراصل معاہدات کی پابندی کرنا ہی تمام خوشگواریوں کی کلید ہے اور ان کا توڑ دینا یا پورا پورا نہ نبھانا جھگڑے کا سبب بن جاتا ہے، پابندی عہد کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی احادیث ہیں وہ تمام آجر و

مزدور کے معاہدات کی پابندی کے لئے بھی سند میں لیکن یہاں ہم آپ کا وہ عمل نقل کرتے ہیں جس کا تعلق کاروباری معاہدہ سے ہے۔

عن عبداللہ بن ابی الحسماء قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یبعث وبقیت لہ بقیہ فوعدتہ ان اتیتہ بہا فی مکانہ فنسیت فذکرت بعد ثلاثۃ ایام فاذا ھو فی مکانہ فقال لقد علی انا ھہنا منذ ثلاث انتظرک رواہ ابوداؤد[۲۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی حسماء کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے قبل میں نے آپ سے کوئی چیز خریدی اور قیمت میں سے کچھ باقی رہ گیا جس کے اس جگہ پر لانے کا میں نے وعدہ کیا اور میں بھول گیا۔ تین دن بعد مجھے یاد آیا تو آپ اس جگہ قیام پذیر تھے اور مجھے صرف اتنا فرمایا "تم نے مجھے تکلیف دی میں تین دن سے یہاں تمہارا منتظر ہوں"۔

الغرض یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پاکیزہ اور حکیمانہ تعلیمات کا خلاصہ جن کی روشنی میں آج کی متمدن دنیا کے آجر اور مزدور کے مسائل کا حل مل سکتا ہے اور حکومتیں چاہیں تو ان تعلیمات کی مدد سے ان دونوں فریقوں کے درمیان خوشگوار فضا قائم کر سکتی ہیں۔ جو نہ صرف ان دونوں کے لئے بہتری کی ضامن ہیں بلکہ حکومتیں بھی ان کے آئے دن کے فسادات سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ بخاری، صحیح، جلد ۲، کتاب العتق، مطبع خیریہ، قاہرہ، ۱۳۰۴ھ، ص ۶۰۔

۲۔ مولانا مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات، شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی ۱۹۶۲ء ص ۴۵۷۔

۳۔ بخاری، صحیح، جلد ۲، کتاب العتق، صفحہ ۶۰۔

۴۔ تفصیل کے لئے دیکھئے حضرت شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، جلد دوم، باب ابتغاء الرزق۔

۵۔ بیہقی : السنن، جلد ۶، کتاب الاجارۃ

۶۔ بیہقی : السنن، جلد ۶، صفحہ ۱۲، کتاب الاجارات ۔

۷۔ بحوالہ ابن قدامہ حنبلی : المغنی، جلد ۵، قاہرہ دارالمنار ۱۳۶۷ھ، ص ۴۰۴ ۔

۸۔ بیہقی : السنن، جلد ۶ کتاب الاجارۃ، صفحہ ۱۲ ۔

۹۔ ابن ماجہ وطبرانی عن ابن عمرؓ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، باب اجارہ فصل ثانی حدیث نمبر ۷

۱۰۔ بخاری، کتاب الاجارات، ص ۳۵

۱۱۔ بخاری، کتاب العتق، ص ۶۰

۱۲۔ ابن ماجہ، السنن، جلد دوم کتاب الاجارات، ص ۲۶۱ ۔

۱۳۔ الہیثمی، حافظ نورالدین علی، مجمع الزوائد، جلد ۴، مکتبۃ القدسی، قاہرہ ۱۳۵۲ ص ۹۸

۱۴۔ بخاری، کتاب العتق، ص ۶۱

۱۵۔ الہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، جلد ۴، ص ۲۳۰

۱۶۔ ایضاً، ص ۹۸ ۔

۱۷۔ ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الامارات، باب رزق الولاۃ وہدایاھم، حدیث نمبر ۴ ۔

۱۸۔ احمد ابن حنبل، مسند، ج ۲، ص ۳۳۴، ۳۵۰، الہیثمی، مجمع الزوائد، جلد ۴، ص ۹۸ ۔

۱۹۔ بخاری، ج ۲، باب حسن الخلق والسخاء، آخری حدیث ۔

۲۰۔ ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، باب الوعد، الفصل الثانی حدیث نمبر ۲ ۔